ڈاکٹر ایچ۔ بی۔ خان

شاہ ولی اللہؒ دہلویؒ کی تحریک

(ایک مختصر جائزہ)

مسلمانوں کے سیاسی زوال کے علل و اسباب اور علماء کا سیاسی شعور:

شاہ ولی اللہ کی ولادت ۱۷۰۳ء/۱۱۱۴ھ میں ہوئی اور شاہ عبدالرحیم کی وفات کے بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ کی مسند تدریس سنبھالی۔ مدرسہ رحیمیہ میں بارہ سال تک درس دینے کے بعد مزید تحقیق کے لئے مکہ مکرمہ چلے گئے۔ قیام حجاز میں آپ نے دیگر اسلامی سلطنوں کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات کا جائزہ لیا۔ قیام حجاز میں ہی شاہ صاحب کو باطنی مشاہدے سے اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کو اور اس کے مستقبل کو آئندہ خطرات سے محفوظ کرنا، خدا کی جانب سے آپ پر فرض اور مقرر ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ نے علمی، اصلاحی اور تعمیری پروگرام مرتب کیا[۱] موصوف نے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دو واضح اصول مرتب کئے:

(الف) قرآن کریم کے ابدی فلسفہ حیات کے تحت انسانوں کی رہنمائی اور اصلاح و فلاح قرآنی منشا کے مطابق کرنا۔

(ب) معاشرت، حکومت، ملت اور اجتماعات میں تمام اخلاقی اور عملی خرابیوں کے علل و اسباب پر غور و فکر کرنا، معاشی اور اقتصادی عدم توازن کے اصلاح کی تدابیر سوچنا[۲] آپ نے معاشرے کی تمام برائیوں کا سدباب "فک کل نظام" یعنی مکمل سیاسی، معاشی اور تمدنی تبدیلی

کو قرار دیا[۳]

شاہ صاحب نے قرآن کے اسرار و رموز کو سمجھانے کے لئے قرآن کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی عام فہم زبان فارسی تھی۔ شاہ صاحب نے تمام برائیوں کا اصل سبب "عدم توازن" (معاشی واقتصادی نظام میں) اور کمزوری کو قرار دیا آپ نے اس کا علاج یہ تجویز کیا کہ معاشرہ کا ہر فرد ملک کی تعمیر میں دیانتداری اور محنت کے ساتھ اپنی صلاحیت کے مطابق اپنا حصّہ ادا کرے[۴]

شاہ صاحب نے اپنی اصلاحی تحریک میں بلا تفریق مذہب وملت ہر شخص کے لئے بنیادی حقوق کا بحال کرنا ضروری سمجھا یعنی مکان، لباس، کھانا، تعلیم اور استطاعت نکاح کو ایک حکمران کے فرائض میں قرار دیا۔ نیز عدل وانصاف، یکساں شہری، ملک کے ہر باشندے کے لئے لازم وملزوم اور ان کا حق قرار دیا[۵]

شاہ صاحب کا طریقہ اصلاح وانقلاب :

شاہ صاحب جہاد فی سبیل اللہ کے حامی تھے۔ موصوف کے خیال یہ انقلاب پیشہ ورانہ ملازمین اور عسکری سپاہیوں کے ذریعہ نہیں آسکتا تھا۔ آپ نے اس پروگرام کی تدوین کے لئے رفقاء کی ایک مرکزی جماعت تیار کی۔ دوسری طرف اپنی تحریک کو امراء وشرفاء ان کے حلقے میں پہنچا کر عام اور مقبول بنایا[۶] اس تحریک کے زعماء میں مولانا محمد عاشق پھلتی، مولانا نور اللہ بڈھانوی، مولانا محمد امین کشمیری اور مولانا ابو سعید رائے بریلوی قابل ذکر ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے کچھ دیگر علماء کا ذکر بھی کیا ہے جن کو بخوف طوالت بیان نہیں کیا جارہا[۷] شاہ صاحب کی وفات (۱۷۶۲ء) کے بعد انقلابی جماعت کی قیادت آپ کے خلف اکبر امام عبد العزیز نے سنبھالی۔

جماعت مجاہدین کا قیام اور ان کی سیاسی سرگرمی :

شاہ صاحب کے مخصوص تربیت یافتہ علماء میں حسب تفصیل بالا علماء، اور آپ کی

اہل (اولاد) تھی۔ امام عبدالعزیز کے تربیت یافتہ افراد میں دیگر افراد کے علاوہ سید احمد شہید بھی تھے۔ بقول ڈاکٹر محمود حسین صاحب سید احمد کو ۱۷، ۱۸ سال کی عمر میں تعلیم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ بعدہ امام صاحب کے ایماپر مالوہ میں خان پنڈاری کی ملازمت کی اور بہت جلد عسکری مہارت حاصل کرلی۔ ۱۸۱۷ء میں دہلی واپس آگئے [۹] اس کے بعد امام صاحب نے سید احمد کو بیعت کرنے کی اجازت دے دی۔ سب سے پہلے مولانا عبدالحی (داماد امام عبدالعزیز) اور مولانا محمد اسمٰعیل شہید، برادرزادہ امام عبدالعزیز نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعدۂ ملک کے اطراف وجوانب سے بہت سے لوگ بیعت ہونے لگے [۱۰] بقول ڈاکٹر قریشی صاحب، امام صاحب نے اپنی وفات سے قبل شاہ محمد اسحٰق کو پارٹی کا قائد اور سید احمد شہید کو جہاد پارٹی کا امیر مقرر کیا تھا۔ سید احمد شہید، ۱۸۲۱ء میں حج کو چلے گئے اور ۱۸۲۴ء میں حج سے واپس ہوئے۔ اس وقت امام عبدالعزیز فوت ہوچکے تھے [۱۱] بقول مولانا سندھی سید احمد شہید کو جہاد پر جانے سے قبل دہلی گروپ نے، جن میں زیادہ تر غیر تربیت یافتہ افراد تھے، پارٹی کا امیر المومنین منتخب کرلیا تھا۔ جس کے نتیجے میں امام صاحب کی بنیادی پالیسی کمزور ہوگئی۔ جس کے تحت مولانا اسحٰق کو امیر المومنین منتخب کیا گیا تھا۔ اس کی بنا پر تحریک کے بنیادی اور اساسی خیالات کو عملی جامہ پہنانے میں بڑا دھکا لگا [۱۲]

امام عبدالعزیز کے چند اہم فتاویٰ؛

عالمگیر کی وفات کے بعد ہندوستان میں سرعت کے ساتھ یکے بعد دیگرے سیاسی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ دولت مغلیہ روز بروز زوال پذیر ہوتی گئی۔ ۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی کے بعد انگریزوں کا غلبہ واقتدار بڑھتا گیا۔ ۱۷۹۹ء میں سلطان ٹیپو کی وفات کے بعد دکن پر بھی انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور ۱۸۰۳ میں دہلی بھی کمپنی کی گرفت میں آگئی۔ اب انگریزوں نے اپنی عیاری سے عوام کو گمراہ کرنا شروع کردیا۔ مگر شاہ ولی اللہ کے تربیت یافتہ افراد پر ان کا اثر نہ چل سکا۔ ان حالات کے پیش نظر امام عبدالعزیز نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے دیا [۱۳] امام صاحب نے ایک دوسرا فتویٰ بھی صادر کیا۔ جس کے تحت مغربی زبان کی تعلیم اور

انگریزوں کی ملازمت کو جائز قرار دیا۔ بشرطیکہ اس تعلیم کا مقصد مفید اور حصول علم ہو اور ملازمت سے اسلام اور شریعت اسلام کے بیان کرنے میں ان کی ملازمت مزاحم یا حائل نہ ہو۔[۱۴]

سیّد احمد شہید اور تحریک جہاد:

شاہ ولی اللہ کی حیات میں مرہٹوں نے اور امام عبدالعزیز کی حیات میں سکھوں نے مسلمانوں پر ناقابل بیان مظالم ڈھائے ۔ امام صاحب نے سید احمد کو تحریک جہاد کا کام سونپا۔ سید احمد نے حج سے واپسی کے بعد ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء کو سکھوں کے خلاف جہاد کی تاریخ مقرر کر دی[۱۵] سید صاحب بڑا طول طویل راستہ طے کر کے مقام جہاد پہنچے۔ ابتداء میں آپ کو بڑی کامیابی ہوئی۔ سکھوں نے سازش کر کے امیر پشاور یار محمد خاں کے ذریعہ آپ کو زہر دلوایا مگر آپ بال بال بچ گئے۔ اسی درمیان میں پشاور پر قبضہ ہو گیا اور یار محمد خان مارا گیا۔ ۲۴ فروری ۱۸۲۸ء کو مولانا عبدالحی کا انتقال ہو گیا[۱۶]

پشاور پر قبضہ کے بعد مجاہدین نے شرعی عدالتیں قائم کیں۔ لیکن روٴسا اور سرداروں کی مخالفت کی بنا پر اس پر عمل دخل نہ ہو سکا۔ مقامی لوگوں میں نفرت و حقارت اور عناد بہت بڑھ گیا اور نوبت قتل و غارت گری تک پہنچی، یہاں تک کہ ان شقی القلبوں نے قضات، ائمہ، خطباء اور مجاہدین کو نمازوں میں قتل کر دیا۔ چنانچہ سید احمد نے اپنا صدر مقام تبدیل کر کے پہلے راج دواری اور پھر بالاکوٹ کو منتخب کیا[۱۷] مجاہدین بالاکوٹ میں کہ ایک غدار مسلمان نے بغاوت کر کے مخبری کر دی۔ سکھوں نے بے خبری میں حملہ کیا۔ مجاہدین نے اپنا دفاع کیا مگر بے سرو سامانی کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے اور بالآخر ۶۔ مئی ۱۸۳۱ء کو سید صاحب، مولانا محمد اسمٰعیل معہ دیگر جانبازوں کے شہید ہو گئے ۔ " انا للہ وانا الیہ راجعون" سیّد صاحب کی وفات کے بعد تحریک مجاہدین ختم نہ ہوئی بلکہ ایک دوسرے مرحلے میں داخل ہو گئی۔

مختصر یہ کہ مجاہدین کی ظاہری ناکامی تو شبہ سے بالاتر ہے مگر اس کے باوجود مجاہدین

نے "جہاد فی سبیل اللہ" اور رضائے الٰہی جو ان کا اصل مقصد و منشا تھا، حاصل کرلیا تاہم مجاہدین ۱۸۷۰ء بلکہ اس کے بعد بھی (قیام پاکستان تک ۔ الولی) انگریزوں سے نبرد آزما رہے۔

تحریک کا دوسرا مقصد شاہ ولی اللہ کی تحریک احیاء و تجدید دین و اصلاح معاشرہ تھی۔ چنانچہ عہد برطانیہ میں عیسائی مبلغین کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو مناظروں اور تقاریر کے ذریعہ سے علماء نے روکا اور اس طرح فتنۂ ارتداد کی بیخ کنی کی۔

تحریک کا تیسرا مقصد مسلم حکمرانوں کو ہندوستان میں، اسلامی حکومت کی بقا اور استحکام کے لئے دعوت دینا تھا۔ شاہ صاحب چاہتے تھے کہ ہندوستان میں بسنے والے ہر فرد و طبقہ کی فلاح و بہبود ہو اور ملک میں پرامن ماحول پیدا ہو تاکہ لوگ امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کرسکیں۔[19]

عہد برطانیہ میں سید احمد شہید کی تحریک کو وہابیت کے نام سے موسوم کیا گیا جبکہ اس تحریک کے بانیوں اور تحریک کا وہابیت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

بنگال میں احیاء اسلام و تحریک جہاد یا فرائضی تحریک:

اس تحریک کے بانی حاجی شریعت اللہ تھے۔ موصوف ۱۸۲۰-۱۸۲۱ء میں دوبارہ حج سے واپس آئے۔ قیام حجاز میں آپ نے اپنے استاذ شیخ طاہر سنبل سے تحریک شروع کرنے کی اجازت حاصل کی۔ آپ فرائض کی ادائیگی پر بہت زور دیتے تھے اور ہندوانہ رسومات کو ترک کراکے، شعائر اسلام پر عمل کرانا چاہتے تھے۔ اس لئے آپ کی تحریک "فرائضی" کے نام سے موسوم ہو گئی۔ ابتدا میں یہ تحریک اضلاع ڈھاکہ، فرید پور، باقر گنج اور میمن سنگھ میں شروع ہوئی اور بعد میں وسیع ہوتی گئی۔[20] آپ نے اسلامی احکامات پر سختی سے عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کا پابند بنایا۔ آپ کی اصلاحات اس قسم کی تھیں کہ آپ وہابی مشہور ہونے لگے۔ آپ نے بنگال کو "دارالحرب" قرار دیا اور جمعہ و عیدین کے اجتماعات کو ناجائز قرار دیا مگر مسلم عوام ان اجتماعات کو جماعت کی شکل میں ہی ادا کرتے تھے۔ اس لیے بسا اوقات اس مسئلے میں بدمزگی پیدا ہو جاتی تھی۔ انگریزوں نے

سید احمد شہید کی تحریک کی طرح اس کو بھی وہابی مشہور کیا۔ مگر امر واقعہ اس کے خلاف ہے[۲۱]

حاجی صاحب کی وفات کے بعد آپ کے خلف محمد محسن یا محسن الدین عرف دودو میاں نے تحریک کی قیادت سنبھالی اور اس کو منظم کر کے ایک نئی روح پھونک دی۔ دودو میاں نے اعلان کیا کہ زمین خدا کی ملکیت ہے، اس لئے کسی کو حق وراثت حاصل نہیں، لہٰذا مالیہ وصول نہیں کر سکتا۔ یہ امر زمینداروں اور باغات کے مالکوں کو شاق گذرا، لہٰذا ان لوگوں نے حکومت کی سازش سے اس تحریک کو ختم کرا دیا۔ دودو میاں کو زہر دلوا کر ہلاک کیا گیا[۲۲]

نثار علی عرف تیتو میر کی تحریک؛

تیتو میر یا تیتو میاں کی تحریک بھی "طریقۂ محمدیہ" کی ایک اصلاحی شکل تھی اور فرائضی تحریک کی ہم شکل تھی۔ آپ نے ندیا، بنگال کے چوبیس پرگنوں میں اپنی تنظیم کو منظم کیا۔ تیتو میر ۲۲-۱۸۲۱ء میں سید احمد شہید سے کلکتے میں ملے اور آپ کے مرید ہو گئے۔ مگر یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے کہ آپ سید احمد کے نامزد خلیفہ تھے[۲۳] آپ نے ہندو زمینداروں کے ناجائز دباؤ اور ہتک آمیز رویے کے خلاف سخت احتجاج کیا اور سختی سے مخالفت کی۔ زمینداروں نے آپ کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کیا اور شدت انتقام سے مشتعل ہو کر مسلمانوں کی ڈاڑھیوں پر بھی ٹیکس عائد کر دیا[۲۴] آپ کے طرز عمل سے ہندو زمیندار اور انگریز باغیان نیل برافروختہ ہو گئے اور مسلم کسانوں کو قید کر لیا۔ ان مظلوموں نے عدالتوں سے رجوع کیا مگر عدالتوں میں کوئی شنوائی نہ ہوئی۔ جب یہ لوگ حصول انصاف سے ناامید ہو گئے تو نارکل باریہ میں معز الدین کی قیام گاہ پر بانسوں کا ایک حصار قائم کیا۔ پرگنہ کے داروغہ کو زخمی کر دیا اور گایوں کو ذبح کر کے ان کا خون مندروں میں چھڑک دیا۔ مزید برآں ان کی پارٹی نے برطانوی اقتدار کے خاتمے کا اعلان کر کے مسلمانوں کے اقتدار کی بحالی کا بھی اعلان کر دیا۔ آخر کار پولیس اور فوج سے دوبدو جنگ ہوئی اور ۱۹ نومبر ۱۸۳۱ء کو تیتو میر اور ان کے معتقدین کو شکست ہوئی۔ ڈاکٹر معین الدین احمد خان نے تیتو میر کی تحریک کو

مختصر تحریک کے نام سے موسوم کیا ہے[۲۵] ان بزرگوں کی جدو جہد نے مسلم عوام کو بیدار کیا اور ان تحریکات کی بدولت بیسویں صدی کے وسط میں حصول پاکستان کی جدو جہد میں دیگر علاقوں کے علاوہ بنگال اور پنجاب نے بھی نمایاں خدمات انجام دیں[۲۶]

حواشی

۱۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، از مولانا عبیداللہ سندھی، لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۳۱-۳۲، دی گریٹ ریولیوشن آف ۱۸۵۷ء، از ایس معین الحق، کراچی ۱۹۶۸ء، ص ۳۷

[نوٹ: شاہ صاحب نے مکہ مکرمہ میں شیخ ابو طاہر مدنی سے چودہ ماہ تک تحصیل علم کیا اور ۵ جولائی ۱۷۳۲ء کو دہلی واپس آگئے۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، ص ۳۱-۳۴]

۲۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، محولہ بالا ص ۳۷

"علماء ہند کا شاندار ماضی" (ج ۲)، از مولانا سید محمد میاں، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵

۳۔ علماء ان پالیٹیکس از ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، کراچی، ۱۹۷۲ء، ص ۲۵-۱۲۴

۴۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کے سیاسی مکتوبات"، مرتب خلیق احمد نظامی، علی گڑھ، ۱۹۵۰ء، ص ۴۶، ۵۴ معہ پاورق

۵۔ ایضاً ص ۱۹۰، "علماء ہند کا شاندار ماضی" ج ۲، محولہ بالا، ص ۱۱

۶۔ برعظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ، از اشتیاق حسین قریشی، کراچی، ۱۹۶۷ء، ص ۲۴۸، "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، محولہ بالا، ص ۵۹

۷۔ اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، کراچی (جلد اول) ۱۹۵۷ء، ص ۲۵، ۲۶

۸۔ "علماء ہند کا شاندار ماضی"، محولہ بالا، ج ۲، ص ۳۳، ۳۴

[ڈاکٹر شان محمد صاحب نے شاہ صاحب کی وفات ۱۷۶۵ء لکھی ہے جو خلاف

واقعہ ہے۔ مزید برآں موصوف نے دوسری فاش غلطی مولانا عبدالعزیز کی ولادت اور وفات کے سلسلے میں کی ہے۔ یعنی امام صاحب کی ولادت ۱۷۵۰ اور وفات ۱۸۲۸ء لکھی ہے جب کہ امام صاحب کی ولادت ۱۷۴۶ء اور وفات ۱۸۲۴ء ہے۔

سید احمد خان — اے پولیٹکل بایوگرافی، از شان محمد، میرٹھ، ۱۹۶۹ء، ص ۱۷

۹۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، محولہ بالا، ص ۶۷، ۹۹

اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، محولہ بالا، (جلد اول)، ص ۵۸۔۵۵۰

(مولانا عبیداللہ سندھی نے اور حضرت سید احمد شہید کے تمام تذکرہ نگاروں نے نواب امیر خان والی ٹونک ملازمت اور فنون سپہ گری میں ان کی مہارت کا ذکر کیا ہے۔ الولی)

۱۰۔ "موج کوثر"، از شیخ محمد اکرام، کراچی، ۱۹۶۶ء، ص ۱۶، "مولانا عبیداللہ سندھی: حالات زندگی، تعلیمات وسیاسی افکار"، از محمد سرور، لاہور، ۱۹۴۵ء، ص ۳۳۳

۱۱۔ ایضاً، ص ۳۳۳، علماء ان پالیٹکس، محولہ بالا، ص ۲۰۶

۱۲۔ "شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک"، محولہ بالا، ص ۱۰۱ معہ پاورق ، علماء ان پالیٹیکس، محولہ بالا، ص ۲۱۶

۱۳۔ "علمائے ہند کا شاندار ماضی"، محولہ بالا، ج ۲، ص ۸۵

[مولانا محمد میاں نے اس فتویٰ کا سن ۱۸۰۶ء لکھا ہے۔]

۱۴۔ "برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ"، محولہ بالا، ص ۲۵۱ ، دی گریٹ ریبلیوشن آف ۱۸۵۷ء ، محولہ بالا، ص ۲۸

۱۵۔ "برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ"، محولہ بالا، ص ۲۵۴ معہ پاورق، "موج کوثر"، محولہ بالا، ص ۲۱-۲۵ معہ پاورق

۱۶۔ برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ"، محولہ بالا، ص ۵۹-۲۵۸

"حیات سید احمد شہید"، از محمد جعفر تھانیسری، کراچی، ۱۹۶۸ء، ص ۲۲۸، اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، محولہ بالا، ص ۸۲-۵۸۱

مولانا عبدالحی کی وفات سے تحریک جہاد کو بڑا نقصان پہنچا۔ راقم

۱۷۔ حیات سید احمد شہید"، محولہ بالا، ص ۲۳۱، ۴۰

۱۸۔ شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک، محولہ بالا، ص ۱۳۱

اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، محو بالا، ص ۵۹۷

دی گریٹ ریولیوشن آف ۱۸۵۷ء، ص ۵۲

[نوٹ: سید صاحب کی شہادت کی خبر کے بعد مجاہدین نے آپ کی نعش کو بہت تلاش کیا۔ مگر جب نہ ملی تو خیال کیا کہ آپ شہید نہیں ہوئے بلکہ روپوش ہو گئے۔ مگر تحقیق جدید سے پتا چلا ہے کہ آپ کا جسد مبارک سکھوں نے اپنے قبضے میں کر کے شیخ وزیر گولہ انداز کے لڑکے سے شناخت کرایا اور اپنی فوج کے مسلمانوں اور ملکوں سے نماز جنازہ پڑھوا کر فوجی اعزاز کے ساتھ دفنا دیا۔ سید صاحب کی ایک کچی قبر آج بھی بالاکوٹ میں موجود ہے۔ "حیات سید احمد شہید"، ص ۲۸۹]

۱۹۔ "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات"، 'مقدمہ' از خلیق احمد نظامی، ص ۲۱-۲۲،

سر سید اور وہابی تحریک، "علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ"، ج ۶، نمبر ۳۹، ۱۸ دسمبر ۱۸۵۷ء، ص ۷۷۸، ک ا

۲۰۔ اے ہسٹری آف دی فرائضی موومنٹ ان بنگال، از معین الدین احمد خان، کراچی، ۱۹۶۵ء، ص ۱۱، ۲۲

۲۱۔ اے ہسٹری آف دی فرائضی موومنٹ ان بنگال ص ۶۰، ۷۲

"موج کوثر"، محولہ بالا، ص ۵۸-۵۹

[یہ عبارت ڈاکٹر معین الدین احمد خان کی ہے]

۲۲۔ اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، محولہ بالا، ص ۴۹-۵۴۸

"سرگزشت مجاہدین"، ص ۲۱۵ معہ پاورق

"بر عظیم پاک و ہند کی ملت اسلامیہ"، محو بالا، ص ۲۷۱

[نوٹ : مولانا غلام رسول مہر نے بحوالہ فضلی صاحب سیکریٹری حکومت پاکستان یہ لکھا ہے کہ دودو میاں کو زہر دلوایا گیا ہے) -

۲۳- اے ہسٹری آف دی فرائضی موومنٹ ان بنگال
۲۴- ایضاً- ص IXXVI
۲۵- "موج کوثر" محولہ بالا، ص ۵۹- ۶۰
اے ہسٹری آف دی فرائضی موومنٹ ان بنگال، محولہ بالا، ص ixviii - ixxi
۲۶- اے ہسٹری آف دی فریڈم موومنٹ، محولہ بالا، ص ۵۵۵،
علماء ان پالیٹیکس، محولہ بالا، ص ۱۸۱
"موج کوثر"، محولہ بالا، ص ۵۶- ۶۱
"برعظیم پاک وہند کی ملت اسلامیہ"، محولہ بالا، ص ۲۷۲